سلسلہ خطبہ 44
خطبہ جمعۃ المبارک
خطبہ رائٹر
ابوضیاء تنزیل عابد
مدرس: جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ بوریوالا
عنوان:
اولیاء اللہ کے گستاخ
کا انجام
زیرِ اہتمام
شعبہ تبلیغ
جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ بوریوالا

اہم عناصر:

❁ ولی کسے کہتے ہیں؟　❁ اولیاء اللہ کے گستاخ کا انجام

إن الحمد لله، نحمده ونستعينه، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأن محمدا عبده ورسوله أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ [فصلت: 31]

ذی وقار سامعین!

توحید اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے اور شرک سب سے بڑی نجاست ہے، وہ بندہ کائنات کا خوش قسمت ترین بندہ ہے جو توحید پرست ہے، اللہ کو ایک ماننے والا ہے، جو بندہ اللہ تعالیٰ سے شرک کرتا ہے اس کی دنیا بھی برباد ہو جاتی ہے اور آخرت بھی۔

شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو حاجت روا، مشکل کشا اور لائقِ عبادت سمجھنا، شرک کرنے والے کو جب یہ کہا جاتا ہے کہ تم قبر پہ جا کر سجدہ کرتے ہو، فلاں شخص کو مشکل کے وقت پکارتے ہو، یہ شرک ہے تو کہا جاتا ہے کہ تم اولیاء کے گستاخ ہو۔

اس لئے ہم آج کے خطبہ جمعہ میں اس بات کو سمجھیں گے کہ ولی کون ہوتا ہے؟ ولی کی فضیلت کیا ہے؟ اور گساخِ اولیاء کا انجام کیا ہوتا ہے؟

ولی کسے کہتے ہیں؟

ولی کے معنی لغت میں مددگار، دوست اور قریب کے ہیں، اس اعتبار سے اولیاء اللہ کے معنی ہوں گے وہ سچے اور مخلص مومن جنہوں نے اللہ کی اطاعت کی اور معاصی سے اجتناب کرکے اللہ کا قرب حاصل کرلیا۔

اس تعریف سے پتہ چلا کہ ولی کسی خاص ہیئت اور خاص لباس والے کو نہیں کہتے بلکہ ہر وہ شخص ولی ہے جو توحید پرست ہے، اللہ کی اطاعت کرنے والا اور گناہوں سے بچنے والا ہے۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"من كان مؤمناً تقياً كان لله ولياً، ومَن لم يكن كذلك فليس بولي لله، وإن كان معه بعض الإيمان والتقوى كان فيه شيءٌ من الولاية" انتهى.

"جو مومن متقی ہو وہ اللہ کے نزدیک ولی ہے، اور جو ایسا نہ ہو تو وہ اللہ کا ولی نہیں اور اگر اس میں ایمان و تقوٰی کی بعض خوبیاں ہوں تو اس میں ولی ہونے کی بعض چیزیں ہیں۔" [فتاوى مهمة": ص83]

انہی اولیاء کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛

❁ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

"سن لو! بے شک اللہ کے دوست، ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ جو ایمان لائے اور بچا کرتے تھے۔ انھی کے لیے دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ کی باتوں کے لیے کوئی تبدیلی نہیں، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔" [یونس:64 تا 62]

❁ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ۗ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

"اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے، وہ انھیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا ان کے دوست باطل معبود ہیں، وہ انھیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لاتے ہیں۔ یہ لوگ آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔" [البقرہ:257]

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ قَالَ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ قَالَ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ وَإِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَيَقُولُ إِنِّي أُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضْهُ قَالَ فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضُوهُ قَالَ فَيُبْغِضُونَهُ ثُمَّ تُوضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے: میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، کہا: تو جبرئیل اس سے محبت کرتے ہیں، پھر وہ آسمان میں آواز دیتے ہیں، کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے، تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں، کہا: پھر اس کے لیے زمین میں مقبولیت رکھ دی جاتی ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو جبرئیل کو بُلا کر فرماتا ہے: میں فلاں شخص سے بغج رکھتا ہوں، تم بھی اس سے بغض رکھو، تو جبرئیل اس سے بغض رکھتے ہیں، پھر وہ آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے بغض رکھتاے، تم بھی اس

سے بغض رکھو، کہا: تو وہ (سب) اس سے بغض رکھتے ہیں، پھر اس کے لیے زمین میں بھی بغض رکھ دیا جاتا ہے۔"[صحیح مسلم:6705]

اولیاء اللہ کے گستاخ کا انجام

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتے ہیں؛

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر خوب قائم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت کے ساتھ خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیے جاتے تھے۔ ہم تمھارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی اور تمھارے لیے اس میں وہ کچھ ہے جو تمھارے دل چاہیں گے اور تمھارے لیے اس میں وہ کچھ ہے جو تم مانگو گے۔[فصلت:31-30]

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو فرماتے ہیں کہ ہم آپ کے دوست ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی دنیا میں بھی مدد کرتے ہیں، اس مدد کے کئی طریقے ہیں، ایک طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے اولیاء کے گستاخوں کو نشانِ عبرت بنا دیتے ہیں

جیسا کہ قاعلیہ السلام فرماتے ہیں؛

إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ

سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ المُؤْمِنِ، يَكْرَهُ المَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کرکے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ مانگتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔"

[صحیح بخاری: 6502]

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے اولیاء کے دشمنوں سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

گستاخِ رسول ﷺ بدر کے کنویں میں:

انبیاء کرام علیہم السلام سب سے بڑے ولی ہیں جو ان کی گستاخی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے نشانِ عبرت بنا کے رکھ دیتے ہیں، اس کی صرف ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور کفار قریش کی ایک جماعت بھی وہاں مجلس لگا کر بیٹھی ہوئی تھی۔ ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا؛

أَلاَ تَنْظُرُونَ إِلَى هَذَا المُرَائِي أَيُّكُمْ يَقُومُ إِلَى جَزُورِ آلِ فُلاَنٍ، فَيَعْمِدُ إِلَى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلاَهَا، فَيَجِيءُ بِهِ، ثُمَّ يُمْهِلُهُ حَتَّى إِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ

"کیا تم اس ریاکار کو نہیں دیکھتے؟ کیا تم میں سے کوئی ایسا جو فلاں خاندان کی ذبح شدہ اونٹنی کے پاس جائے اور اس کے گوبر، خون اور بچہ دانی کو اٹھا کر لائے؟ پھر اس کا انتظار کرے، جب یہ سجدے میں جائے تو ان تمام چیزوں کو اس کے کندھوں کے درمیان رکھ دے؟"

چنانچہ اس جماعت کا سب سے بڑا بدبخت اس کام کے لیے تیار ہوا اور اسے اٹھا لایا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گر گئے

وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ؟ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا، فَضَحِكُوا حَتَّى مَالَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ

تو اس نے سب کچھ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحالت سجدہ ٹھہرے رہے اور کافر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) اس حالت پر بری طرح ہنستے رہے۔ اور وہ ہنسی کی وجہ سے ایک دوسرے پر گرتے جا رہے تھے۔

کسی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اطلاع دی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس وقت کم عمر بچی تھیں، چنانچہ وہ اطلاع پاتے ہی دوڑتی ہوئی آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سجدے ہی کی حالت میں تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ تمام چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں سے دور کر دیں، پھر کفار کی طرف رخ کر کے انہیں سخت برا بھلا کہا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ان کے خلاف بد دعا کی؛

«اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ»، ثُمَّ سَمَّى:

«اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الوَلِيدِ»

”اے اللہ! قریش کو اپنی گرفت میں لے لے۔“ پھر آپ نے نام لے کر بددعا فرمائی: ”اے اللہ! عمرو بن ہشام (ابوجہل)، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو اپنی گرفت میں لے لے۔“

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعَى يَوْمَ بَدْرٍ، ثُمَّ سُحِبُوا إِلَى القَلِيبِ، قَلِيبِ بَدْرٍ

"اللہ کی قسم! میں نے ان (نامزد) تمام لوگوں کو غزوہ بدر والے دن مردہ حالت میں گرے پڑے دیکھا۔ پھر ان کی لاشوں کو کھینچ کر بدر کے گندے کنویں میں ڈال دیا گیا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کے متعلق) فرمایا؛

وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ القَلِيبِ لَعْنَةً

”جو لوگ بدر کے کنویں میں ڈالنے گئے ہیں ان پر اللہ کی لعنت مسلط کر دی گئی ہے۔“

[صحیح بخاری:520]

ایک سال سے پہلے پہلے۔۔۔۔:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس جاسوس بھیجے اور ان پر حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا۔ جب یہ لوگ عسفان اور مکہ کے درمیان مقام ہدہ پر پہنچے تو بنو ہذیل کے ایک قبیلے کو ان کے آنے کی اطلاع مل گئی۔ اس قبیلے کا نام بنو لحیان تھا۔ اس قبیلے کے سو تیر انداز ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تلاش میں نکلے اور ان کے نشانات قدم کو دیکھتے ہوئے روانہ ہوئے۔ آخر کار اس جگہ پہنچ گئے جہاں بیٹھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے

کھجوریں کھائی تھیں۔ انہوں نے گٹھلیاں دیکھ کر کہا: یہ تو یثرب کی کھجوریں ہیں۔ اب وہ ان کے نشانات قدم پر چلتے رہے۔ جب حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے انہیں دیکھا تو انہوں نے ایک اونچی جگہ پر پناہ لی۔ انہوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور کہا کہ نیچے اترو اور خود کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے کسی آدمی کو بھی ہم قتل نہیں کریں گے۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ساتھیو! میں ہر گز کسی کافر کی ذمہ داری پر نہیں اتروں گا۔ پھر انہوں نے دعا کی: "اے اللہ! اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حالات کی خبر دے۔" پھر کافروں نے انہیں تیر مارنا شروع کر دیے حتی کہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ بعد میں ان کے عہد و پیمان پر تین شخص نیچے اترے۔ یہ حضرات حضرت خبیب، زید بن دثنہ اور ایک تیسرے صحابی رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ قبیلے والوں نے جب ان تینوں پر قابو پا لیا تو ان کی کمانوں سے تانتیں اتار کر ان کے ساتھ انہیں مضبوط باندھ دیا۔ تیسرے شخص نے کہا: یہ تمہاری پہلی بد شکنی ہے۔ میں تمہارے ساتھ کبھی نہیں جا سکتا۔ میرے لیے ان مقتول ساتھیوں کی زندگی نمونہ ہے۔ کفار نے انہیں گھسیٹنا شروع کیا اور زبردستی کی لیکن وہ کسی طرح ان کے ساتھ جانے پر تیار نہ ہوئے، چنانچہ وہ حضرت خبیب اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے گئے اور انہیں فروخت کر دیا اور یہ بدر کی لڑائی کے بعد کا واقعہ ہے۔ حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا کیونکہ انہوں ہی نے حارث بن عامر کو بدر کی لڑائی میں قتل کیا تھا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کچھ دنوں تک ان کے ہاں قید رہے۔ آخر انہوں نے ان کے قتل کو آخری شکل دی۔ ان دنوں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کی ایک لڑکی سے استرہ مانگا تاکہ اپنے زیر ناف بال صاف کر لیں۔ اس نے استرہ دے دیا۔ اتفاق سے ان کا ایک چھوٹا سا بیٹا (کھیلتے کھیلتے) حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا جبکہ وہ اس سے بے خبر تھی۔ جب وہ ان کی طرف آئی تو دیکھا کہ انہوں

نے اس (بچے) کو اپنی ران پر بٹھایا ہوا ہے اور استرہ ان کے ہاتھ میں ہے۔ یہ دیکھ کر وہ بہت گھبرائی۔ اس نے کہا: میری گھبراہٹ کو محسوس کر کے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہیں اندیشہ ہے میں اس بچے کو قتل کر دوں گا۔ تم یقین رکھو میں ایسا ہر گز نہیں کروں گا۔ اس خاتون نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! ایک دن میں نے انہیں دیکھا کہ اپنے ہاتھ میں خوشہ انگور لیے ان کو کھا رہے ہیں، حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور ان دنوں مکہ میں کوئی پھل بھی نہیں تھا۔ وہ تو اللہ کا بھیجا ہوا رزق تھا جو اس نے خبیب کو عطا فرمایا تھا۔ پھر بنو حارث انہیں قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر لے جانے لگے تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دے دو۔ انہوں نے مہلت دے دی تو انہوں نے دو رکعات ادا کیں، فراغت کے بعد کہا: اللہ کی قسم! اگر تم یہ گمان نہ کرتے کہ میں گھبرا گیا ہوں تو میں ضرور نماز لمبی کرتا۔ پھر انہوں نے دعا کی:

للّٰهُمَّ أَحصِهِمْ عَدَدًا وَ اقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَ لَا تُبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا

"اے اللہ! ان میں ایک ایک کو تباہی سے دوچار کر دے اور ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑ۔"

پھر یہ اشعار پڑھے؛

فَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِي

وَ ذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَ إِنْ يَشَأْ يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

"جب میں اسلام پر قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ اللہ کی راہ میں مجھے کس پہلو پر پچھاڑا جائے گا اور یہ تو صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہے۔

اگر وہ چاہے گا تو میرے جسم کے ایک ایک جوڑ پر ثواب عطا فرمائے گا۔"

اس کے بعد عقبہ بن حارث ان کی طرف بڑھا اور انہیں شہید کر دیا۔ حضرت خبیب ہی نے

مسلمانوں کے لیے طریقہ جاری کیا کہ قید کر کے قتل کیا جائے تو نماز ادا کرنے کی سنت ادا کرے۔[صحیح بخاری:3989-4086]

شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں؛

"جب سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو ایک آدمی بددعا کے خوف سے زمین پر لیٹ گیا اور

فَلَمْ يَحُلِ الْحَوْلُ وَمِنْهُمْ أَحَدٌ حَيٌّ غَيْرَ ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي لَبَدَ بِالْأَرْضِ

ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ ان قاتلوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہا سوائے اس ایک شخص کے جو خوف کی وجہ سے زمین پر لیٹ گیا تھا۔"

مجھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا لگ گئی ہے:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ اہل کوفہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر کے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو ان (کوفیوں) پر تعینات کر دیا۔ الغرض ان لوگوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بہت شکایات کیں۔ یہ بھی کہہ دیا کہ وہ اچھی نماز نہیں پڑھتے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا بھیجا اور کہا؛

يَا أَبَا إِسْحَاقَ إِنَّ هَؤُلاَءِ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ لاَ تُحْسِنُ تُصَلِّي

"اے ابو اسحاق! یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم نماز اچھی طرح نہیں پڑھتے ہو۔"

انہوں نے جواب دیا؛

أَمَّا أَنَا وَاللَّهِ فَإِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلاَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَخْرِمُ عَنْهَا، أُصَلِّي صَلاَةَ العِشَاءِ، فَأَرْكُدُ فِي الأُولَيَيْنِ وَأُخِفُّ فِي الأُخْرَيَيْنِ

"اللہ کی قسم! میں انہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھاتا تھا۔ میں نے اس میں ذرہ بھر بھی کوتاہی کوروا نہیں رکھا۔ میں نماز عشاء پڑھاتا تو پہلی دو رکعتوں میں زیادہ دیر لگاتا اور آخری دو رکعتوں میں تخفیف کرتا تھا۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو اسحاق! تمہاری نسبت ہمارا گمان یہی ہے۔ پھر آپ نے ایک شخص یا چند اشخاص کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کوفہ روانہ کیا(تاکہ وہ اہل کوفہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے متعلق شکایات کی تحقیق کریں) انہوں نے وہاں جاکر کوئی مسجد نہ چھوڑی جہاں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حال نہ پوچھا ہو۔ سب لوگوں نے ان کی تعریف کی۔ پھر وہ قبیلہ عبس کی مسجد میں گئے تو وہاں ایک شخص کھڑا ہوا جس کی کنیت ابو سعدہ تھی اور اسے اسامہ بن قتادہ کہا جاتا تھا، وہ بولا؛

أَمَّا إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لاَ يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ، وَلاَ يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ، وَلاَ يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ

"جب تم نے ہمیں قسم دلائی ہے تو سنیں! سعد رضی اللہ عنہ جہاد میں لشکر کے ساتھ خود نہ جاتے تھے اور نہ ہی مال غنیمت میں برابر تقسیم کرتے تھے، نیز مقدمات میں انصاف سے کام نہ لیتے تھے۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا؛

أَمَا وَاللَّهِ لَأَدْعُوَنَّ بِثَلاَثٍ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هَذَا كَاذِبًا، قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَأَطِلْ عُمْرَهُ، وَأَطِلْ فَقْرَهُ، وَعَرِّضْهُ بِالفِتَنِ

"اللہ کی قسم! میں تجھے تین بد دعائیں دیتا ہوں: اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور صرف لوگوں کو دکھانے یا سنانے کے لیے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کر دے، اس کی فقیری بڑھا دے اور آفتوں میں پھنسا دے۔"

(چنانچہ ایسا ہی ہوا) اس کے بعد جب اس سے اس کا حال دریافت کیا جاتا تو کہتا:

شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ، أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ

"میں ایک آفت رسیدہ، دراز عمر بوڑھا ہوں۔ مجھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بد دعا لگ گئی ہے۔"

عبد الملک راوی کہتا ہے؛

فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ، قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الكِبَرِ، وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِي فِي الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ

"میں نے بھی اسے دیکھا تھا۔ بڑھاپے کی حالت میں اس کے دونوں ابرو آنکھوں پر گرنے کے باوجود وہ راستے چلتی لڑکیوں کو چھیڑتا اور ان پر دست درازی کرتا پھرتا تھا۔"

[صحیح بخاری:755]

مجھے سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی بد دعا لگ گئی ہے:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، أَنَّ أَرْوَى خَاصَمَتْهُ فِي بَعْضِ دَارِهِ، فَقَالَ: دَعُوهَا وَإِيَّاهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ، طُوِّقَهُ فِي سَبْعِ أَرَضِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، اللهُمَّ، إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَأَعْمِ بَصَرَهَا، وَاجْعَلْ قَبْرَهَا فِي دَارِهَا، قَالَ: " فَرَأَيْتُهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُولُ: أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، فَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِي فِي الدَّارِ مَرَّتْ عَلَى بِئْرٍ فِي الدَّارِ، فَوَقَعَتْ فِيهَا، فَكَانَتْ قَبْرَهَا

ترجمہ: حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نے بیان کی کہ اروی نے ان کے ساتھ گھر کے کسی حصے کے بارے میں جھگڑا کیا تو انہوں نے کہا: اسے اور گھر کو چھوڑ دو، (جو چاہے کرتی رہے) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، آپ فرما رہے تھے: "جس نے حق کے بغیر ایک بالشت زمین بھی حاصل کی، قیامت کے دن وہ سات زمینوں (تک) اس کی گردن کا طوق بنا دی جائے گی۔" (پھر اس کی ایذا رسانی سے تنگ آکر انہوں نے دعا کی) اے اللہ! اگر یہ جھوٹی ہے تو اس کی آنکھوں کو اندھا کر دے اور اس کے گھر ہی میں اس کی قبر بنا دے۔

(محمد بن زید نے) کہا: میں نے اس عورت کو دیکھا وہ اندھی ہو گئی تھی، دیواریں ٹٹولتی پھرتی تھی اور کہتی تھی: مجھے سعید بن زید کی بد دعا لگ گئی ہے۔ ایک مرتبہ وہ گھر میں چل رہی تھی، گھر میں کنویں کے پاس سے گزری تو اس میں گزر گئی اور وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔[صحیح مسلم:4133]

قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کا انجام:

❁ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ لَمَّا جِيءَ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ وَأَصْحَابِهِ نُضِّدَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحَبَةِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَخَلَّلُ الرُّءُوسَ حَتَّى دَخَلَتْ فِي مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتَّى تَغَيَّبَتْ ثُمَّ قَالُوا قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ فَفَعَلَتْ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا

عمارہ بن عمیر کہتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لائے گئے اور کوفہ کی ایک مسجد میں انہیں ترتیب سے رکھ دیا گیا اور میں وہاں پہنچا تو لوگ یہ کہہ رہے تھے: آیا آیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سانپ سروں کے بیچ سے ہو کر آیا اور عبید اللہ بن زیاد کے دونوں نتھنوں میں داخل ہو گیا اور تھوڑی دیر اس میں رہا پھر نکل کر چلا گیا، یہاں تک کہ غائب ہو گیا، پھر لوگ کہنے لگے: آیا آیا اس طرح دو یا تین بار ہوا۔[ترمذی:3780 صححہ الالبانی]

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں؛

"جن بد بختوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، ان میں سے کم ہی کوئی ہو گا، جو مرنے سے پہلے پہلے کسی مصیبت، آفت یا بیماری میں مبتلا نہ ہوا ہو۔ اکثر پاگل پن کا شکار ہو کر مرے۔"

[البدایۃ والنھایۃ:8/202]

گستاخِ عثمان رضی اللہ عنہ کا انجام:

❁ طعمہ بن عمرو رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں؛

ایک شخص سوکھ چکا تھا اور لاغر و نحیف ہو کر عبادت سے عاجز آچکا تھا، اُس سے پوچھا گیا کہ تجھے کیا ہوا؟ کہنے لگا؛

إِنِّي كُنْتُ حَلَفْتُ أَنْ أَلْطِمَ عُثْمَانَ، فَلَمَّا قُتِلَ جِئْتُ فَلَطَمْتُهُ، فَقَالَتْ لِي امْرَأَتُهُ: أَشَلَّ اللَّهُ يَمِينَكَ، وَصَلَّى وَجْهَكَ النَّارَ، فَقَدْ شَلَّتْ يَمِينِي وَأَنَا أَخَافُ.

میں نے قسم کھائی تھی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو تھپڑ ماروں گا۔ جب وہ شہید ہوئے تو میں نے جا کر انہیں تھپڑ مارا، ان کی زوجہ نے مجھے بد دعا دی کہ اللہ تعالی تیرا (یہ) ہاتھ شل کر دے اور تیرا چہرہ جہنم میں جلائے، اب میرا ہاتھ شل ہو چکا ہے اور میں (دوسری بد دعا سے) خوف زدہ ہوں۔[مجابوا الدعوة لابن أبي الدنيا:33]

❁ محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا اسی دوران ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے اللہ مجھے بخش دے اور میں نہیں گمان کرتا کہ تو مجھے بخشے گا۔ میں نے اس سے کہا، اللہ کے بندے میں تجھے کیا کہتے ہوئے سن رہا ہوں، ایسا تو کوئی نہیں کہتا۔ اس نے کہا کہ میں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر مجھے قدرت ہوئی تو میں عثمان کے چہرے پر طمانچہ لگاؤں گا۔ جب وہ شہید ہو گئے اور ان کی چارپائی گھر میں رکھی گئی لوگ آتے رہے اور آپ پر جنازہ پڑھتے رہے تو میں بھی داخل ہوا گویا کہ میں جنازہ پڑھنا چاہتا ہوں، میں نے دیکھا کہ جگہ خالی ہے کفن کا کپڑا اٹھایا اور چہرہ پر طمانچہ مار دیا اور پھر کپڑا اڈھانک دیا۔ اب میرا یہ دایاں ہاتھ سوکھ گیا ہے۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے اس کے ہاتھ کو لکڑی کی طرح سوکھا ہوا دیکھا۔[تاریخ دمشق: ص458]

❁ ثقہ تابعی ابو نضرہ منذر بن مالک رحمہ علیہ بیان کرتے ہیں؛

كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَسَبَّ رَجُلٌ عُثْمَانَ فَنَهَيْنَاهُ فَلَمْ يَنْتَهِ فَأَرْعَدَتْ ثُمَّ جَاءَتْ صَاعِقَةٌ فَأَحْرَقَتْهُ»

ہم مدینہ میں تھے کہ وہاں ایک شخص سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو گالی دینا شروع ہو گیا، ہم نے اسے اس سے روکا، لیکن وہ باز نہ آیا تو (اچانک) بادل گرجا، پھر (آسمان سے) بجلی آئی تو اس نے اسے جلا دیا۔ [کتاب الثقات لابن حبان:۱۰۵/۷، وإسناده حسن لذاته]

دوسرا خطبہ

آج کے خطبہ میں، ہم نے اللہ کے فضل و کرم سے اس بات کو سمجھا ہے کہ ہر وہ شخص اللہ کا ولی ہے جو توحید پرست، متقی، پرہیز گار اور عبادت گزار ہے۔ اولیاء اللہ کا شان، مقام اور رتبہ بہت زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ قرانِ مجید میں فرماتے ہیں؛

نَحۡنُ أَوۡلِيَاؤُكُمۡ فِي الۡحَيَاةِ الدُّنۡيَا وَفِي الۡآخِرَةِ ۖ وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَشۡتَهِي أَنفُسُكُمۡ وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ

ترجمہ: ہم تمھارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی اور تمھارے لیے اس میں وہ کچھ ہے جو تمھارے دل چاہیں گے اور تمھارے لیے اس میں وہ کچھ ہے جو تم مانگو گے۔[فصلت:31-30]

اسی طرح آقا علیہ السلام فرماتے ہیں؛

إِنَّ اللهَ قَالَ: مَنۡ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدۡ آذَنۡتُهُ بِالۡحَرۡبِ

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔"[صحیح بخاری:6502]

اس آیتِ کریمہ اور حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے اولیاء کی توہین اور گستاخی برداشت نہیں کرتا، گستاخی کرنے والے کو دنیا میں نشانِ عبرت بنا کر رکھ دیتا ہے۔

آقا علیہ السلام کو مشرکینِ مکہ نے ہریشان کیا، آقا علیہ السلام نے ان کے خلاف بددعا کی، تو پریشان کرنے والے تباہ وبرباد ہو گئے۔

سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو ناحق شہید کرنے والے ان کی بددعا کی وجہ سے ایک سال کے اندر اندر جہنم واصل ہوئے۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا سعید بن زید، سیدنا عثمان اور سیدنا حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گستاخوں کو اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک کے لئے نشانِ عبرت بنا کر رکھ دیا۔

ہمارے خطباتِ جمعہ اور دروس حاصِل کرنے لیے رابطہ کریں۔

کال / واٹس ایپ

0301-1263168

0306-9230439

0300-8282509